باب: 13

قَاسِمٌ مُخْتَارٌ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" ہے۔ایک انصاری خاندان میں لڑکا پیدا ہوا تو انھیں خواہش ہوئی کہ اس لڑکے کا نام قاسم رکھیں لیکن اس سے پیشتر انھوں نے آنخضرتؐ سے اجازت لینا مناسب سمجھا۔جب وہ آپؐ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے فرمایا،"میرا نام رکھ لو مگر میری کنیت 'ابوالقاسم' نہ رکھنا کیوں کہ صرف میں ہی "قاسم"(تقسیم کرنے والا) بنا کر بھیجا گیا ہوں ، میں تم میں تقسیم کرتا ہوں"۔(حوالہ صحیح بخاری،حدیث۔2902,2901،راوی:جابر بن عبداللہؓ)۔

بخاری شریف کی ایک اور حدیث(حدیث:72) میں معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے،"اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کے لیےاسے توفیق بھی عنایت کرتا ہے۔ انا قاسمٌ واللہ یعطی،میں تو تقسیم کرنے والا ہوں،دیتا تو اللہ ہی ہے"۔

یہ تقسیم کیسی ہے؟ کتنی ہے؟ کن کو ہوتی ہے؟ بعض علماء نے اس تقسیم کو فقط علم تک محدود کیا ہے لیکن در حقیقت یہ تقسیم صرف علم کے ساتھ خاص نہیں،بلکہ اکثر علماء نے اس تقسیم کو عام رکھا ہے کہ یہ علم ہو یا ایمان،مال ہو یا نعمت سب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی تقسیم فرماتے ہیں۔یہ تقسیم افراد کے لیے بھی مخصوص نہیں،بلکہ تمام مخلوقات میں اللہ جس کو جو کچھ بھی دیتا ہے خواہ وہ نعمت جسمانی ہو یا روحانی،ظاہری ہو یا باطنی سب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے دلاتا ہے۔ انا قاسمٌ واللہ یعطی کے اصل معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔نہ اللہ تعالیٰ کے دینے میں کسی قسم کی کوئی کمی ہے اور نہ میرے تقسیم کرنے میں کوئی کمی ہے۔اس کی عطا بھی عام ہے،میری تقسیم بھی عام ہے"۔

ہے اللہ معطی، تو قاسم نبیؐ ہیں

خلائق پہ گوہر فشاں ہیں محمدؐ

یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملِ رسالت تا قیامت جاری ہے اور جاری رہے گا۔ آپؐ کی سخا اور عطا کی کوئی حد نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام نعمتوں کو مسلسل تقسیم فرمارہے ہیں۔ آپؐ جو بھی تقسیم فرماتے ہیں وہ اللہ کے حکم اور اس کی رضا کے مطابق ہوتا ہے۔

نبی مکرمؐ کے اسمائے مبارکہ میں ایک نام مُخْتَارٌ بھی ہے۔ مُخْتَارٌ کے ایک معنی منتخب کے ہیں، دوسرے معنی بااختیار کے ہیں۔ ظاہر ہے اسی کو منتخب کیا جاتا ہے جب کسی کو اختیار سے بھی نوازا ہوتا ہے۔ محمد الرسول اللہ، تمام انبیاء کرام میں وہ ہستی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام درجات میں سب نبیوں پر بلند کر دیا اور "تاجدار کائنات" کا مقام عطا فرمایا، اور آپؐ کو مختار کل بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے سلسلے میں چاہے وہ عبادات ہوں یا معاملات، ان کے لیے مختصر ترین الفاظ میں احکامات اپنے رسول کو جاری کیے۔ یہ سب احکامات کس شکل میں نافذالعمل ہوں گے اس کا مکمل اختیار محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا۔ پھر اللہ نے قرآن میں کئی جگہ فرمادیا:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

{اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو}

{(03:32&132), (05:92), (08:01, 20&46), (24:54&56), (47:33), (58:13), (64:12)}

یا پھر ایک جگہ یوں بھی فرمایا کہ:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا

{اور رسول جو تم کو دیں اسے پکڑ لو اور جس سے منع کریں اس سے دور رہو (59:07)}

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل ہونے کے ثبوت اس بات سے ملتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف عبادات کے سلسلے میں مختصراً کہا، جیسے: نماز قائم کرو، رمضان میں روزے رکھو، زکاۃ دو، حج اور عمرہ کرو۔ انھیں کس طرح ادا کرنا ہے؟ اس کا مکمل اختیار نبی معظمؐ کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح مختلف دنیاوی معاملات مثلاً نکاح، طلاق، ترکہ، وراثت، وصیت، گواہی، ذبیحہ، قتل، قصاص، تجارت اور سود وغیرہ وغیرہ کے بنیادی نکات قرآن مجید میں جاری کیے۔ باقی ان سب کا نفاذ کیوں کر ہوگا اس کی تفصیل آنحضرتؐ کے حوالے

کر دیے۔ چناں چہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ہر بات کی تفصیل اپنے صحابہ کرام سے کہہ دی یا انھیں لکھوادی اور جہاں تک ہوا خود بھی عمل کر کے ان کی وضاحت کر دی۔ آپؐ نے اسلامی شریعت نہایت مختصر وقت میں ترتیب دے کر تمام انسانوں کے لیے ایک مکمل نظام حیات عطا فرمادیا۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی چابیاں بھی عطا فرمادیں۔

جب ہم زمین کے خزانوں کی چابیوں کے تعلق سے بات کرتے ہیں تو اس میں سارا ہی عالم، یعنی حیوانات، نباتات اور جمادات حتیٰ کہ فلکیات تک سب ہی شامل ہو جاتے ہیں، اور ہر شئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف میں اور تابع نظر آتی ہے۔ یقیناً یہ ایک غیر معمولی بات ہے، لیکن اس کی تصدیق ہمیں مختلف احادیث میں ملتی ہے۔ چند مثالیں درجہ ذیل ہیں:

- نباتات پر آپؐ کا تصرف: اس ضمن میں ایک واقعہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ غزوہ بدر کے دوران حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی، وہ آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری تلوار ٹوٹ گئی، اب میں کیا کروں؟ آنحضورؐ کے قریب کھجور کے درخت کی چھوٹی سی خشک سوکھی لکڑی پڑی تھی۔ آپؐ نے اسے اٹھا کر عکاشہؓ بن محصن کو دے دیا اور فرمایا: اس سے لڑو۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے ہاتھ میں لیا تو وہ فوراً سفید رنگت کی لمبی تلوار بن گئی۔ اہم بات یہ ہے یہ اب لکڑی سے دھات میں بدل چکی تھی۔ یہ آپؐ کی شانِ تخلیق کی ایک مثال ہے۔
- اسی طرح ایک اور مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ دینے کے لئے باقاعدہ منبر بنایا گیا تو آپ نے کھجور کے خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دینا چھوڑ دیا۔ نتیجے میں کھجور کا خشک تنا آپؐ کی اس جدائی کو برداشت نہیں کر پایا اور رو پڑا۔ اسے چپ کروانے کے لئے آنحضرتؐ اپنے منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے ستون کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ ستون ایک ننھے بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا۔ آپؐ نے تھپکی دے کر اسے چپ کرایا، یہاں تک کہ اسے قرار مل گیا۔ (حوالہ صحیح البخاری، حدیث 870)۔
- جمادات پر آنحضورؐ کا تصرف: اس سلسلے میں یہاں ایک واقعہ بہ طور مثال پیش ہے: ایک روز نبی کریمؐ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ کوہ اُحد پر چڑھے۔ اچانک پہاڑ

ان کے ساتھ (مسرت سے) جھومنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا،" اُحد! ٹھہر جا، تیرے اوپر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں"۔(حوالہ صحیح البخاری، حدیث 3421، راوی: انس بن مالکؓ)۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ پہاڑ کے حرکت کرنے پر آپؐ نے دعا نہیں کہ " اے اللہ! یہ پہاڑ زلزلہ کی وجہ سے حرکت کر رہا ہے تو اس کی اس حرکت کو روک دے"۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پہاڑ پر قدم مارا اور اُسے حکم دیا کہ ٹھہر جا۔ اور وہ پہاڑ آپؐ کو حاصل تصرف واختیار کی بدولت فوری رک گیا۔

- پانی پر تصرف: اس کی مثالیں تو کئی ہیں جو مدینہ اور مکہ کے درمیان سفر میں پیش آتی رہیں۔ مثلاً ایک یہ واقعہ: انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم سفر میں تھے، نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ لوگوں نے پانی ڈھونڈا لیکن کہیں پانی نہ ملا۔ تب رسول معظمؐ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں تھوڑا پانی تھا۔ آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اب سب وضو کر لو۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکل رہا تھا۔ یہاں تک کہ سب نے وضو کر لیا۔(حوالہ صحیح البخاری، حدیث 169)۔
- چاند پر تصرف: کچھ لوگوں نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ ہمیں آسمان کے چاند پر اپنا تصرف کر کے دکھائیں تو مانیں۔ اللہ نے اپنے محبوب کی اس خواہش کو بھی پایہ تکمیل پر پہنچا دیا۔ پھر اللہ نے اس واقعے کو آثار قیامت سے تعبیر کر کے قرآن میں اس کا تذکرہ بھی فرمادیا۔ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ۔(سورۃ القمر: آیت ۱)

صحیح بخاری کی حدیث 710، عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ کے زمانے میں سورج کو گہن لگا تو آپؐ نے نماز کسوف پڑھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس نماز کے دوران کوئی چیز آپؐ نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر لی تھی اور پھر کچھ قدم پیچھے ہٹے تھے۔ یہ کیا تھا؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس کا ایک خوشہ لینا چاہا۔ اگر میں لے لیتا تو تم سب اس میں سے اس دنیا کے باقی رہنے تک کھاتے رہتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار و تصرف کا یہ عالم ہے کہ جنت کے درخت کے پھلوں کے خوشے اگر لانا چاہتے تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بھی لا کر دے سکتے تھے اور قیامت تک وہ پھل ہمارے استعمال کے لیے موجود رہتے۔

نہ سمجھا کسی نے محمدؐ کو حسرتؔ

حقیقت میں اک چیستاں ہیں محمدؐ

----- Ö -----